مطبوعات

امام اعظمؒ اور علم الحدیث مؤلفہ مولانا محمد علی صاحب کاندھلوی، صدر دارالعلوم شہابیہ، رنگپورہ روڈ، سیالکوٹ شہر۔ ضخامت ۸۷۰ صفحات۔ قیمت پندرہ روپے۔

یہ ایک سنجیدہ تحقیقی کتاب ہے جس کی تالیف و ترتیب میں خاصی محنت سے کام لیا گیا ہے۔ بعض اوقات امام ابوحنیفہؒ کے خلاف قلیل الحدیث ہونے یا حدیث سے بے اعتنائی برتنے کا بے جا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ اس تالیف کا اصل مقصد اسی الزام کا ابطال ہے، لیکن موضوع سے تعلق و مناسبت رکھنے والے متعدد دیگر مباحث ایسے ہیں جن پر اس کتاب میں تفصیلی کلام کیا گیا ہے، یہ مباحث اصولی بھی ہیں اور فروعی بھی۔

آغاز کتاب میں حدیث و سنت اور اس کی تدوین و محافظت پر ضروری بحث کے بعد امام ابوحنیفہ کے طلب علم و اخذ حدیث اور آپ کے شیوخ و اساتذہ کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ اسی سلسلے میں کتاب الآثار، دوسری صدی کے دیگر مصنفات و مسانید اور تیسری صدی کی کتب حدیث بالخصوص صحاح ستہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد حدیث کے تحمل و روایت، رد و قبول اور جرح و تعدیل کے وہ اصول و شرائط بیان ہوئے ہیں جو امام صاحب کے پیش نظر رہے ہیں۔ کتاب کا یہی حصہ اہم ترین ہے جس میں محدثانہ اور فقیہانہ نقطۂ نظر کا تقابل کیا گیا ہے اور یہ بہت عمدہ اور مفید مباحث پر مشتمل ہے۔ اواخر کتاب میں امام صاحب کے تلامذہ، خاص طور پر ایسے شاگردوں کا تذکرہ ہے جو اپنی جگہ پر حدیث و فقہ کے امام شمار کیے گئے ہیں۔

اس تصنیف میں، جیسا کہ ظاہر ہے، بعض غلط فہمیوں کی تردید ضروری تھی اور بعض اختلافی بحثوں کا آنا بھی ناگزیر تھا۔ لیکن اس میں جو بات بھی کہی گئی ہے متین لب و لہجہ اور مدلل انداز میں کہی گئی ہے، مناظرانہ

رنگ کہیں بھی پیدا نہیں ہونے پایا۔ ہر صفحے پر کم و بیش دو چار حوالے امہاتِ کتب کے درج ہیں۔ جدید اسلوبِ تالیف کے مطابق آخر میں اسماء و اعلام اور مآخذ و عناوین کے مفصل اشاریے موجود ہیں۔ کتاب کے اندر جابجا اہم مذکور شخصیتوں کے تراجم حواشی میں دے دیے ہیں۔ کہیں کہیں کتابت کی ایک آدھ غلطی نظر آئی، مثلاً صہ ۶۸۲ پر "بھول کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹنے کا فیصلہ ابو حنیفہ نے اسی بنا پر کیا ہے" یہاں ٹوٹنے سے پہلے "نہ" کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتابت، کاغذ، طباعت ہر شے اچھی اور صاف ستھری ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب علمی و دینی حلقوں میں کماحقہ التفات اور پذیرائی حاصل کرے گی۔

حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم | تالیف: محمد حسین ہیکل، سابق وزیر تعلیم حکومتِ مصر۔ ترجمہ: مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مرحوم۔ شائع کردہ، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور۔ قیمت: ۲۲ روپے پچاس پیسے۔ صفحات ۶۵۳۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک پر ہر دور میں جتنی کتب تصنیف ہوئی ہیں، اُن میں زیرِ تبصرہ کتاب ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں فاضل مصنف کے پیش نظر چونکہ حضورؐ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں مسیحی مصنفین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہے، اس لیے انہوں نے ان مقامات پر بڑی شرح و بسط سے بحث کی ہے جو ان معاندین کے اعتراضات کا ہدف ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ کوشش بڑی کامیاب ہے۔ پھر مصنف نے کتاب کے لیے مواد تلاش کرنے میں بھی بڑی محنت اور عرق ریزی کی ہے اور ہر بات کو چھان پھٹک کر قبول کیا ہے۔ لیکن اس کتاب میں دو ایک باتیں ایسی بھی ہیں جو قابلِ غور ہیں۔ ایک تو فاضل مصنف کے نقطۂ نظر میں مرعوبیت کا رنگ نظر آتا ہے۔ خصوصاً اُن مباحث میں جن پر اہلِ مغرب نے دے دی ہے۔ فاضل مصنف نے ان مقامات پر سیر حاصل بحث کر کے الزامات کو دور کرنے کی کوشش تو کی ہے لیکن ان کا موقف کئی ایک جگہوں پر معذرت خواہانہ ہو گیا ہے۔ دوسرے حضورؐ کے معجزات کو قریب قریب نظر انداز کیا گیا ہے اور تیسرے جن جن کتب سے رجوع کیا گیا ہے آخر میں اُن کے نام تو درج کر دیے گئے مگر حاشیہ میں اُن کی پوری طرح صراحت نہ ہو سکنے کی وجہ سے بعض اوقات

اچھی خاصی دقت پیش آتی ہے۔ ان خامیوں کے باوجود یہ کتاب بڑی قابل قدر ہے۔ مولانا ابو یحیٰی امام خاں نے بڑی محنت سے اسے اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ ٹائپ میں شائع کیا ہے۔

بقیہ اشارات

حکمران بھی اس کے مرتبہ و مقام اور اس کی ساکھ سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں۔ لیکن دونوں مطلب براری کی خاطر اسے اہمیت دیتے ہیں۔ عوام اس کی طرف اس لیے رجُوع کرتے ہیں کہ یہ حکومت سے ان کے بعض ناجائز کام نکلوا لینے میں اُن کی مدد کرتا ہے۔ اور حکمران بوقت ضرورت اس سے اپنی حمایت حاصل کرتے ہیں۔ یہ طبقہ کبھی کسی معاملے میں مخلص نہیں ہوا۔ اور اس کی وفاداریاں کبھی کسی کے ساتھ وابستہ نہیں رہیں۔ آزادی سے پہلے جب انگریز اور اس کی بنائی ہوئی سیاسی جتھے بندیوں کا غلبہ تھا۔ یہ طبقہ اُن کے ساتھ تھا۔ غیر ملکی اقتدار رخصت ہونے سے پہلے جب مسلم لیگ برسرِ اقتدار آتی نظر آئی تو یہ اُس کی صفوں میں آگھسا۔ پھر جب مسلم لیگ کے ہاتھ سے زمامِ کار نکل گئی تو جس جس کی طرف اقتدار منتقل ہوتا رہا، یہ طبقہ بھی اس کا حاشیہ بردار بنتا چلا گیا۔ اور اب یہ کنونشن لیگ کی عقیدت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ہے۔ کسی جماعت یا فرد کے ساتھ یہ کتنا مخلص ہے اس کا اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سکندر مرزا کے دورِ اقتدار میں جو لوگ ری پبلکن پارٹی کی محبت کا دم بھر رہے تھے، صدر محمد ایوب خاں کے برسرِ اقتدار آتے ہی انہوں نے اُس سے آنکھیں پھیر لیں اور اس پارٹی کی لاش بے گور و کفن ہی پڑی رہ گئی۔ آج تک کسی نے اس غریب کی تجہیز و تکفین بھی نہ کی۔ اس طبقہ کے افراد جس طنطنے کے ساتھ موجودہ حکمرانوں کے حق میں صبح و شام جو بیان دے رہے ہیں وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ عوام کے کان اُن سے مانوس ہی نہیں بلکہ انہیں سُن سُن کر پک گئے ہیں۔ صرف ممدوحوں کے نام بدلتے رہتے ہیں۔ مدح و ستائش کے الفاظ میں